پاسٹرل انسٹی ٹیوٹ ملتان نے اپنے دوماہی مجلّے "اچھا چرواہا" کی اشاعت بابت ماہ ستمبر "شریعت بل" کے لیے مخصوص کی ہے۔

پندرہ کروڑ پچیس لاکھ روپے کی رقم اقلیتوں کے لیے مخصوص کی گئی ہے۔

وزارتِ مذہبی امور و اقلیتی امور کے انچارج وزیر نے یونائیٹڈ کرسچن ویلفیئر ایسوسی ایشن کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "موجودہ حکومت اقلیتوں کی فلاح و بہبود اور اُن کی عبادت گاہوں کی دیکھ بھال کو بڑی اہمیت دیتی ہے۔ اس حقیقت کا اظہار اس امر سے ہوتا ہے کہ اُن کی عبادت گاہوں کی مرمت اور ترقیاتی کاموں کے لیے پندرہ کروڑ پچیس لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔"

جنابِ وزیر نے یہ بھی کہا کہ پاکستان دنیا بھر میں واحد ملک ہے جہاں اقلیتوں کو اکثریت کے برابر شہری حقوق حاصل ہیں۔ وزیرِ اعظم پاکستان نے اقلیتی مسائل حل کرنے کی خاطر ضلعی سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ اس طرح پچاس لاکھ روپے مستحق طلبہ کو وظائف دینے کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ (دی مسلم، اسلام آباد- 21 اگست 1991ء)

پیٹر جان سہوترا کا تقرر بطور وزیرِ مملکت برائے اقلیتی امور

10 ستمبر 1991ء کو وفاقی کابینہ میں توسیع کے نتیجے میں جن وزراء کا تقرر ہوا ہے، ان میں پیٹر جان سہوترا بھی شامل ہیں۔ انہیں وزیرِ مملکت برائے اقلیتی امور نامزد کیا گیا ہے۔ کابینہ میں پہلے سے اقلیتی نمائندگی جناب رانا چندر سنگھ کر رہے تھے جو بدستور کابینہ میں شامل ہیں۔ (روزنامہ جنگ، لاہور- 11 ستمبر 1991ء)

کیتھولک کلیسیا کی پیش رفت

پندرہ روزہ "کاتھولک نقیب" اپنے قارئین کے لیے پاکستان میں مسیحی تشخص کے حوالے سے ایک سلسلۂ مضامین شائع کر رہا ہے۔ حالیہ اشاعت میں قیامِ پاکستان کے بعد مسیحی تشخص کے حوالے سے کیتھولک کلیسیا کی پیش رفت پر مضمون نگار نے لکھا ہے کہ

"14 اگست 1947ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔ یہ وہ وقت تھا جب دھڑا

دھڑ لوگ ایک ملک سے دوسرے ملک میں چلے گئے۔ مسیحی کلیسیاؤں نے ان لوگوں کی مدد کے لیے اپنے دروازے اور ادارے کھولے اور اس طرح اُن کی دیکھ بھال کا کام جاری رکھا۔

پاکستان کی حکومت نے مسیحیوں کو آزادی دینے کا وعدہ کیا۔ آہستہ آہستہ مسیحیت نے ترقی کی اور پاکستان میں نشو نما پائی۔ 1948ء میں کراچی ڈایوسیس بن گئی اور 1950ء میں یہ مغربی پاکستان کی تمام کلیسیا کی دیکھ بھال کرتے ہوئے آرچ ڈایوسیس کے درجے تک پہنچ گئی۔ بعد کے سالوں میں دوسری ڈایوسیس حیدرآباد 1952ء میں اور فیصل آباد 1960ء میں وجود میں آگئیں۔

آزادی کے پہلے سالوں میں بہت سے نئے مشنری پاکستان میں آئے۔ یہ سلسلہ ویٹیکن دوم تک جاری رہا۔ ویٹیکن دوم کے بعد امریکہ اور یورپ میں بلاہٹوں کا بحران تھا۔ جس کی وجہ سے بعد میں مشنریوں کی تعداد میں اضافہ نہ ہوا۔ بعد ازاں کاتھولک مسیحیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مقامی راہنما تیار کرنے اور مقامی کلیسیا کے سپرد ذمہ داریاں کرنے کی ضرورت شدّت سے محسوس کی گئی۔ 1971ء کی جنگ میں مشرقی پاکستان الگ ہوگیا اور اس کا نام بنگلہ دیش رکھا گیا۔ جنگ کے بعد مشرقی پاکستان کی چار کاتھولک ڈایوسیسوں نے بشپ کانفرنس آف بنگلہ دیش بنائی۔

ماضی کے ان سالوں میں چرچ نے اپنے تنظیمی امور میں زیادہ دلچسپی لی۔ اور اس طرح اسکول، ہسپتال، بوڑھوں اور یتیموں کے لیے گھر پورے پاکستان میں بنانے میں کامیاب ہوا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان کو ایک خوبصورت جگہ بنانے میں مسیحیوں نے بہت سی قربانیاں دی ہیں اور اہم کردار ادا کیا ہے۔ مسیحی زندگی کے ہر شعبہ میں مختلف چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے باوجود بڑھتے جارہے ہیں۔ کلیسیا مسیحیوں اور پاکستان میں بسنے والے ہر قسم کے لوگوں کے لیے کوشاں تھی۔" (پندرہ روزہ نقیب کاتھولک، لاہور۔ 16 تا 30 ستمبر 1991ء، ص 14)